۶۰ سال پہلے

کیا آپ مغربی معاشرت کے ان نتائج کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہیں جو یورپ اور امریکہ میں رونما ہو چکے ہیں، اور جو اس طرزِ معاشرت کے طبعی اور یقینی نتائج ہیں؟ کیا آپ اس کو پسند کرتے ہیں کہ آپ کی سوسائٹی میں بھی وہی ہیجان انگیز اور شہوانی ماحول پیدا ہو؟ آپ کی قوم میں بھی اسی طرح بے حیائی، بے عصمتی اور فواحش کی کثرت ہو؟ امراضِ خبیثہ کی وبائیں پھیلیں؟ خاندان اور عائلی زندگی کا نظام درہم برہم ہو جائے؟ طلاق اور تفریق کا زور ہو؟ نوجوان مرد اور عورتیں آزاد شہوت رانی کی خوگر ہو جائیں؟ برتھ کنٹرول اور اسقاطِ حمل اور قتلِ اولاد سے نسلیں منقطع کی جائیں؟ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں حدِ اعتدال سے بڑھی ہوئی شہوانیت میں اپنی بہترین عملی قوتوں کو ضائع اور اپنی صحتوں کو برباد کریں؟ حتیٰ کہ کم سن بچوں تک میں قبل از وقت جنسی میلانات پیدا ہونے لگیں اور اس سے ان کے دماغی و جسمانی نشوونما میں ابتدا ہی سے فتور برپا ہو جایا کرے۔ اگر مادی منفعتوں اور حسی لذتوں کی خاطر آپ ان سب چیزوں کو گوارا کرنے کے لیے تیار ہیں تو بلا تامل مغربی راستے پر تشریف لے جایئے۔

لیکن اگر آپ ان نتائج کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، اور آپ کو ایک ایسے صالح اور پاکیزہ تمدن کی ضرورت ہے جس میں اخلاقِ فاضلہ اور ملکاتِ شریفہ پرورش پا سکیں، جس میں انسان کو اپنی عقلی اور روحانی اور مادی ترقی کے لیے ایک پُرسکون ماحول مل سکے، جس میں عورت اور مرد اپنے اپنے تمدنی فرائض کو بہیمی جذبات کی خلل اندازی سے محفوظ رہ کر اپنی بہترین استعداد کے مطابق انجام دے سکیں، جس میں تمدن کا سنگِ بنیاد یعنی خاندان پورے استحکام کے ساتھ قائم ہو، جس میں نسلیں محفوظ رہیں اور اختلاطِ انساب کا فتنہ برپا نہ ہو، جس میں انسان کی خانگی زندگی اس کے لیے سکون و راحت کی جنت اور اس کی اولاد کے لیے مشفقانہ تربیت کا گہوارہ، اور خاندان کے تمام افراد کے لیے اشتراکِ عمل اور امدادِ باہمی کی انجمن ہو، تو ان مقاصد کے لیے آپ کو مغربی راستہ کا رخ بھی نہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ بالکل مخالف سمت کو جا رہا ہے اور مغرب کی طرف چل کر مشرق کو پہنچ جانا عقلاً محال ہے۔ اگر فی الحقیقت آپ کے مقاصد یہی ہیں تو آپ کو اسلام کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

(ابو الاعلیٰ مودودی: سود، پردہ، طلاق، مہر۔ جلد ۸، عدد ۳، ربیع الاول ۵۵، ۱۳ مئی ۷ ۱۹۳)